سلسلۂ اشاعت نمبر

۲۴

كل بدعة ضلالة (الحديث)

له دعوة الحق

ڈاکٹر محمد طاہر الحسنی

خطبات بندیالوی سے ماخوذ ایک تقریر

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ و حقائق کے آئینہ میں

ناشر

جمعیت اشاعت التوحید و السنہ سرگودھا

نوجوانانِ توحید و سنت دولتالہ ضلع راولپنڈی

مِیلادُ النّبی ﷺ

کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (نساء ع ۸)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ اور رسول کی طرف

اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (آلِ عمران ٤٢)

آپ کہہ دیجیے حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ۔۔۔۔ اَوْكَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس ایسی حالت میں تمھیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنت پر عمل پیرا رہو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ

سامعینِ گرامی قدر! آج ہم یہاں ایک مبارک اور مقدس مجلس میں اس لیے اکٹھے ہوئے ہیں کہ امام الانبیاءؐ، خاتم النبیین، سیّد الکونین والثقلین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و عظمت اور آپؐ کے مقام و مرتبہ اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو بیان کیا جائے اور سُنا جائے اور پھر اپنی زندگی کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنے کا عہد کیا جائے۔

چونکہ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں ہر مکتبِ فکر کے علماء اور عوام اپنے اپنے انداز ...... اپنے اپنے ظرف ...... اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے شوق کے مطابق کائنات کی اس عظیم ہستی کو خراجِ عقیدت اور خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں ..... کوئی منکرات سے اَٹے ہوئے جلوسوں میں ان کا ذکر کرتا ہے ..... کوئی مزامیر اور طبلہ کی تھاپ پر قوالی میں ان کا تذکرہ کرتا ہے ..... کوئی نعتوں، قصیدوں نظموں اور شعر و شاعری میں ان کا ذکر کرتا ہے ..... کوئی من گھڑت روایات، جھوٹے واقعات اور قصے کہانیاں سنا کر ان کا تذکرہ کرتا ہے اور کوئی خوش قسمت قرآن و حدیث کے آئینے میں ان کا رُخِ انور دیکھتا ہے ربیع الاوّل کے مہینے میں ان کا ذکر اور ان کا تذکرہ اپنے جوبن پر ہوتا ہے۔ سرکاری طور پر اور غیر سرکاری طور پر ..... جلوسوں اور جلسوں کے ذریعے ..... تحریراً، تقریراً، تصنیفاً ان کا ذکر ہوتا ہے ..... بڑی بڑی کانفرنسیں، عظیم الشان سیمینار پورے جوش و خروش اور ذوق و شوق سے منعقد ہوتے ہیں ..... یہ سب کچھ ربیع الاوّل میں زور و شور سے ہوتا ہے۔

سال کا کوئی لمحہ ان کے ذکر سے خالی نہیں

ورنہ تو سال کا کوئی مہینہ اور مہینے کا کوئی ہفتہ اور ہفتے کا کوئی دن اور دن کی کوئی ساعت اور گھڑی اور گھڑی کا کوئی لمحہ اس کائنات میں ایسا نہیں گزرتا جس میں ذکرِ رسول کہیں نہ کہیں نہ ہو رہا ہو ..... مسجدوں میں، خانقاہوں میں، درس گاہوں میں زمین کی پستیوں میں، آسمان کی بلندیوں میں، مسجد کے منبر و محراب پر، مسجد کے بلند تر میناروں سے اس عظیم ہستی کا ذکر ہر لمحہ بلند ہو رہا ہے۔

مؤذن کی اذان میں، مکبّر کی تکبیر میں اور نمازی کی نماز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔

یہ دنیا ان کے ذکر سے خالی کس طرح رہ سکتی ہے

یہ بھی تو دیکھئے اور انصاف کیجیے

کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ جس کی شان ہو عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ جس کا مقام ہو، لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ جس کا احترام ہو، اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ جس کا انعام ہو یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اور یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ جیسے خطاب جس کا ادب ہو، اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ جس کی شان ہو اور جس کے بارے میں اللہ رب العزت کبھی فرمائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور کبھی فرمائے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا اور کبھی فرمائے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ اور کبھی فرمائے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ..... بھلا ایسی بے مثال اور لاجواب ہستی کے ذکر اور تذکرہ سے یہ کائنات کس طرح خالی رہ سکتی ہے!

ان کا ذکر ان کی پیدائش سے پہلے بھی

اس عظیم ہستی کا تذکرہ تو اس وقت بھی تھا جب وہ پیدا بھی نہیں ہوتے تھے ..... ابھی وہ دنیا میں نہیں آئے تھے مگر ان کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ابراہیمؑ کی دعاؤں میں (رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ) — اے میرے رب بھیج ان میں ایک عظیم رسول ان ہی میں سے جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے)

ابھی وہ ہستی دنیا میں نہیں آئی مگران کا ذکر ہو رہا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتوں میں : وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا)

ابھی وہ عظیم شخصیت دنیا میں تشریف نہیں لائی کہ ہر نبی سے نبوت عطا ہوتے وقت عہد لیا جا رہا ہے کہ تمہاری نبوت و رسالت کے زمانے میں میرا آخری پیغمبر آجائے تو اس پر ایمان بھی لاؤ گے اور اس کی مدد بھی کروگے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ الخ

غرضیکہ ابھی وہ عظیم انسان پیدا بھی نہیں ہوا مگر اس کا تذکرہ موجود تھا۔ کبھی ابراہیمؑ کی دعاؤں میں، کبھی عیسیٰ کی بشارتوں میں، ہاں تورات کے اوراق میں، انجیل کے صفحات میں، زبور میں، صحائف ابراہیمی میں اور صحائف موسوی میں۔

آپ کا تذکرہ اور صفات تورات میں

مشکوٰۃ صہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ بیان ہوا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک مکان سے رونے کی آوازیں سنیں، وہاں کچھ لوگ بھی جمع تھے، آپؐ نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ گھر ایک یہودی کا ہے اور اس کا دس سال کا لڑکا سخت بیمار بلکہ قریب المرگ ہے۔ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ اس گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ بچہ مدہوش اور بے ہوش پڑا ہے اور اس کا یہودی باپ اس کے سرہانے تورات پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے اس یہودی سے پوچھا

هَلْ وَجَدتَ صِفَتِیْ وَنَعْتِیْ وَ مَخْرَجِیْ وَاِسْمِیْ وَذِکْرِیْ
..... تورات پڑھنے والے بتا! تورات میں میری صفات، میری تعریف، میرا نام، میرا ذکر، میری نشانیاں موجود ہیں؟ ..... یہودی نے جواب دیا نہیں اس سوال وجواب کو سکرات میں مبتلا اس لڑکے نے بھی سُنا، آنکھیں کھولیں، رخِ پُرانوار کو دیکھا اور کہنے لگا..... كَذَبَ اَبِیْ میرا باپ جھوٹ بول رہا ہے..... آپ کا ذکر، آپ کا تذکرہ، آپ کی علامات، آپ کی نشانیاں اور آپ کے اوصاف تو تورات کے ہر ورق پر موجود ہیں۔

فرمایا! بیٹا جاننے اور پہچاننے کے باوجود ایمان کیوں نہیں لاتے ہو؟ بچے نے ایمان قبول کر لیا اور جونہی کلمہ پڑھا تو اس کی روح جسدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

ربیع الاوّل میں کانفرسوں کے دو عنوان سیرتُ النبیؐ اور میلادُ النبیؐ

ربیع الاوّل میں عموماً اجتماعات اور کانفرسوں کے عنوان اور جلسوں اور پروگراموں کے موضوع دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معاشرہ کے ایک نام نہاد مذہبی عنصر نے صرف میلاد النبیؐ اور ولادتِ رسولِ مقبول کا عنوان قائم کر کے اس قدر غلو اور مبالغہ کیا ہے کہ سادہ لوح کلمہ گو اور دینی معلومات سے ناواقف شخص یہ سمجھتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد، تشریف آوری اور بعثت کا مقصد یہی ہے جو ہم نے میلاد منا کر پورا کر لیا ہے۔

ہم نے ۱۲ ربیع الاوّل کو اپنی دوکان سجالی، جھنڈیاں لگالیں .... مصنوعی پہاڑیاں بنالیں، رات کو عمارتوں اور مکانوں پر چراغاں کرلیا اور اور دن میں میلاد النبیؐ کے جلوس میں شمولیت اختیار کرلی تو ہم نے رسولِ رحمت کی آمد کے مقصد کا حق ادا کرلیا ..... ان لوگوں نے پورے دین اور پوری شریعت کو میلاد منانے اور عیدِ میلاد کے جلوس نکالنے میں منحصر سمجھ لیا ہے۔ ان جاہلوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترسیٹھ سالہ مقدس اور مُبارک زندگی کو صِرف ولادت کے چند واقعات میں محدود کردیا ہے .....

ان میلادی ملاؤں اور جھوٹے قصہ خوانوں سے تم اتنا دریافت نہیں کرسکتے کہ حضور اکرم کی ولادت کوئی اختلافی مسئلہ ہے یا آپؐ کی ولادت سے کسی کو انکار ہے کہ تم ہر سال موضوع قصے اور جھوٹی روایات بیان کرنے بیٹھ جاتے ہو۔

میلاد منانے میں خرابیاں اور نقصان

ان کو بتاؤ کہ میلاد اور ولادت کے عنوان پر اتنا غلو اور منکرات سے اَٹے ہوتے جلوسوں پر تمھاری یہ ضد کتنی خرابیوں کو جنم دے رہی ہے اور اس سے بھاری نقصان ہو رہے ہیں۔

پہلا نقصان

ولادتِ رسول اور یومِ میلاد منانے پر جس عنصر نے تمام تر زور صَرف کیا اس کا ایک عظیم نقصان، بڑی بھاری خرابی اور ظلم یہ ہُوا کہ کائنات کی عظیم ہستی اور بے مثال شخصیت کو ایک دن میں محدود کردیا گیا ..... لوگوں نے اپنے گھروں کے سامنے اور دوکانوں کے سامنے جھنڈیاں لگائیں، پھر میلادی ملاں بیل گاڑی پر ناچتا ہوا آیا اور اور اپنی مجلسوں اور کانفرسوں میں کہا کہ آج ۱۲ ربیع الاول کا دن مبارک ہے کہ

اس دن ہمارے پیغمبر پیدا ہوئے۔

یہ اس نے کہا جو اپنے آپ کو عاشقِ رسولؐ اور محبِ نبیؐ گردانتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے صرف ایک دن مبارک ہُوا۔

مَیں کہتا ہوں پاگل! ایک دن تو ہر پیدا ہونے والے بچے کے والدین کے لیے، رشتہ داروں کے لیے اور محلہ والوں کے لیے مبارک ہوتا ہے پھر کچھ لوگ عیسائیوں کی نقالی میں ہر سال اپنے بچے کی سالگرہ مناتے ہیں اور اس روز گھر کو سجاتے، جھنڈیاں لگاتے، موم بتیاں روشن کرتے، دعوتیں دیتے اور رشتہ داروں کو بلاتے ہیں۔ ان کے بچے زرق برق لباس پہنتے اور خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں ..... ارے کسی کی پیدائش پر ایک دن کی خوشی کرنا اور ایک دن کو مبارک سمجھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ظالم تُو نے کائنات کی عظیم ہستی کو بھی ایک دن میں محدود کر دیا ..... آ مجھ سے پوچھ۔ میں تجھ کو بتاتا ہُوں کہ میرے آقا جس دن پیدا ہُوئے وہ دن بھی مبارک تھا ..... وہ دن جس ہفتے میں آیا وہ ہفتہ بھی مبارک ہو گیا۔ وہ ہفتہ جس مہینے میں آیا وہ مہینہ بھی مبارک ہو گیا ..... وہ مہینہ جس سال میں آیا وہ سال بھی مبارک ہو گیا ..... وہ سال جس صدی میں آیا وہ صدی بھی مبارک ہو گئی ..... وہ صدی جس زمانے میں آئی وہ سارا زمانہ بھی مبارک ہو گیا ..... کیا خیرُ القرُون قرنی کی صَدا تیرے کانوں تک کبھی نہیں پہنچی کہ سب زمانوں میں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔

جس شخصیت کو میلادی مُلاں نے ایک دن میں محدود کرنے کی کوشش کی وہ اتنی عظیم شخصیت ہے کہ جس زمین پر اس کے قدم لگ جائیں خالقِ کائنات اس زمین کی قسمیں اٹھانے لگ جائے .....

وہ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے تو رب قبلہ تبدیل کر دیتا ہے۔ جو صاحبِ قرآن بھی ہے اور صاحب معراج بھی، جسے خاتم النبیین بھی بنایا ہے اور امام الانبیا بھی، جو شفیع المذنبین بھی ہے اور رحمۃ اللعالمین بھی۔

دوسرا نقصان: دوسرا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ میلاد کے جلوس میں غیر شرعی حرکات بینڈ باجے، منگلے بازی، راگ رنگ، ڈھولک کی تھاپ پر ڈانس، طبلہ سرنگی اور چمٹا اور ڈھول سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کا بھاری نقصان یہ ہوگا اور ہو رہا ہے کہ دین سے ناواقف طبقہ یہ سمجھنے لگے گا کہ یہ کام غلط اور خلاف شریعت نہیں، اگر یہ سب کچھ ناجائز ہوتا اور دین کے خلاف ہوتا تو مولوی لوگ، مسجدوں کے امام اور خطیب، پیر کہلانے والا طبقہ اور منبر و محراب کے وارث یہ لوگ ۱۲ ربیع الاول کو بازاروں میں آکر یہ کام کیوں کرتے، اگر بینڈ باجہ ناجائز ہوتا تو مولوی کہلانے والے میلاد النبیؐ کے جلوس میں بینڈ باجہ کیوں بجواتے..... اگر طبلہ سرنگی ناجائز ہوتی تو علماء کہلانے والے ۱۲ ربیع الاول کو بازاروں میں کیوں سرنگی بجواتے..... اگر ڈھول کی تھاپ پر ناچنا اور تھرکنا غلط ہوتا تو میلاد النبیؐ کے جلوس میں پوری ایک ٹولی ناچنے والوں کی کیوں ہوتی..... اگر یہ تمام اعمال و افعال غلط اور ناجائز ہوتے تو ۱۲ ربیع الاول کے جلوس میں یہ افعال کیوں ہوتے؟ اگر یہ تمام افعال اور یہ تمام کام درست نہیں تو علماء طبقہ نے ۱۲ ربیع الاول کے جلوس میں کیوں کئے۔ اگر پیغمبرِ اسلام کی پیدائش کی خوشی میں یہ کام جائز ہیں تو باقی خوشیوں کے موقعوں پر ناجائز کیوں ہیں؟

یہ دوسرا نقصان ہے جو میلاد النبیؐ کے جلوس اور جشن کے عنوان پر غلو کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

تیسرا نقصان

تیسرا نقصان اس سلسلہ میں یہ ہو رہا ہے کہ عوام الناس میں سے اکثر لوگ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مقصد اور بعثت کی غرض وغایت سے غافل اور بے خبر ہو بیٹھے ہیں...... بلکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ پورے دین کی اصل اور جڑ اور غایۃ یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو آپ کا میلاد مناؤ، گھر اور بازار سجاؤ، جلوس نکالو، خوشی اور مسرت کا اظہار کرو، یہی سب سے اہم اور ضروری کام ہے۔

کیا ولادتِ نبویؐ اختلافی مسئلہ ہے

کوئی ان جاہلوں سے پوچھے کیا نبی کریمؐ کی ولادت کوئی اختلافی مسئلہ ہے جس پر تم اتنا زور دیتے ہو اور غلو کے مرتکب ہو رہے ہو؟

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے آج تک کسی نے انکار کیا ہے جو آپ ہر سال جھوٹی روایات، قصے کہانیاں اور موضوع واقعات بیان کرنے بیٹھ جاتے ہو؟ آپ کی ولادت باسعادت کا تو کوئی کافر اور مشرک بھی منکر نہیں ہے چہ جائیکہ مسلمان!..... پھر اس کو بار بار بیان کرنے سے تمہارا مقصد کیا ہے اور تم اس ذکرِ ولادت سے ثابت کیا کرنا چاہتے ہو؟

کیا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مشرکین اور یہود ونصاریٰ سے لے کر آج تک کے کفار وملحدین آپ کی ولادت کے قائل نہیں ہیں؟ کیا ابوجہل نہیں مانتا تھا کہ آپؐ پیدا ہوتے...... کیا امیہ کو اقرار نہیں تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔ کیا عتبہ اس بات کا قائل نہیں تھا کہ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب ہے؟ کیا کفارِ مکہ نہیں جانتے تھے کہ آپ مکہ مکرمہ کے فلاں مکان میں پیدا ہوئے؟

کیا وہ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ آپ نے حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا ہے۔ کیا وہ نہیں مانتے تھے کہ آپ بنو ہاشم کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں؟..... جب مشرکین اور کفار تک اور دشمنانِ اسلام تک آپ کی ولادت، جائے ولادت اور خاندان تک کے قائل ہیں تو پھر ہر سال میلاد، ولادت کے واقعات کس لیے بیان ہوتے ہیں؟ پھر آپ کے میلاد اور پیدائش پر اتنا زور کس لیے؟

کیا نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہماری عملی زندگی متعلق ہے؟

کیا میری اور آپ کی عملی زندگی آپؐ کی ولادت سے وابستہ ہے؟......

میری اور آپ کی عملی زندگی کا محض آپ کی پیدائش سے تعلق نہیں ہے۔ ..... آپ کی پیدائش کا ذکر کرنا اور واقعاتِ ولادت کو صحیح روایات سے بیان کرنا یقیناً باعثِ رحمت و برکت ہے۔ ہر وہ مجلس جس میں نبئ اکرمؐ کا ذکر کیا جائے وہ مجلس بہترین مجلس ہے۔ ایک مسلمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے نبیؐ کہاں پیدا ہوئے، کس کے ہاں پیدا ہوئے، آپؐ کے والدین کون تھے، آپؐ کے دادا کا نام کیا تھا؟ اور آپؐ کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ اس حد تک آپؐ کا تذکرہ باعثِ سعادت بھی ہے اور باعثِ برکت بھی! لیکن جہاں تک ہماری عملی زندگی کا تعلق ہے وہ صرف میلاد سے وابستہ نہیں ہے۔

میری اور آپ کی تجارت کا تعلق آپؐ کے میلاد سے نہیں، میری اور آپ کی خوشی اور غمی کا تعلق آپ کی ولادت سے نہیں ہے، میری اور آپ کی شادی اور نکاح کا تعلق آپ کی پیدائش سے نہیں ہے۔ میرے

آپ کے رہن سہن کا تعلق، معاملات واخلاقیات کا تعلق، لین دین کا تعلق، معیشت وسیاست کا تعلق، عدالت وحکومت کا تعلق آپؐ کی ولادت سے نہیں ہے بلکہ ہماری عملی زندگی کا واسطہ اور تعلق آپؐ کی اس زندگی سے وابستہ ہے جو ولادت کے چالیس سال بعد شروع ہوئی جب آپؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔ اب ہماری زندگی، ہماری عملی زندگی آپ کے احکام اور سیرت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

کیا آپؐ اپنا میلاد منوانا چاہتے تھے؟

پھر ذرا غور فرمائیے! کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض وغایت یہ تھی کہ لوگو! تسلیم کرو کہ میں فلاں تاریخ کو پیدا ہوا ہوں! مانو کہ میری والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ ہے۔ اقرار کرو کہ میں نے حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا ہے۔ کیا آپ کو اس لیے ستایا گیا کہ آپ کفارِ مکہ سے اپنا میلاد منوانا چاہتے تھے؟ کیا شعب بنو ہاشم میں تین سال بھوک اور تکلیف اس لیے اٹھائی تھی کہ منوانا چاہتے تھے کہ میں ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوا ہوں؟ کیا آپ نے ہجرت اس لیے فرمائی تھی کہ منوانا چاہتے تھے کہ مجھے آمنہ کا نورِ نظر مانو؟ کیا ابو بکرؓ و عمرؓ، علیؓ و حمزہؓ اور باقی صحابہؓ نے تلواریں اس لیے اٹھائی تھیں کہ وہ لوگوں سے منوانا چاہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کا پوتا تسلیم کرو؟ کیا غزوۂ احد اس لیے ہوا کہ منوانا تھا کہ میں نے حلیمہ کا دودھ پیا ہے؟ کیا طائف میں تکلیف اس لیے اٹھائی تھی کہ اپنی پیدائش منوانا چاہتے تھے، کیا خندقیں اس لیے کھودی گئی تھیں کہ تسلیم کروانا چاہتے تھے کہ میں مکہ میں پیدا ہوا ہوں کیا اصحابِ رسول بدر واحد میں، خندق وحنین میں، خیبر وتبوک میں آنحضرت

کی پیدائش منوانے کے لیے آئے تھے؟

اگر یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے تو پھر آپ بھی میلاد منائیے، جھنڈیاں لگائیے، قمقمے جلائیے، اسٹیج سجائیے، نعرے لگوائیے، گلے میں پھولوں کے ہار ڈلوائیے، اسی کے لیے تگ و دو کیجیے، اسی کے لیے محنت کیجیے، اسی کے لیے کوشش کیجیے، اسی پر زندگی خرچ کر دیجیے.....

اور اگر اصحابِ رسول کی قربانیاں اور محنتیں میلادِ محمدؐ کے لیے نہیں تھیں اور یقیناً نہیں تھیں بلکہ کسی اور مقصد کے لیے تھیں تو وہ یقیناً سیرتِ محمدؐ ہے جس کو یہ میلادی ملاّں ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ یہ غدار اگر سیرتِ محمد بیان کرے تو خود اسکی غلیظ اور گندی سیرت اور کرتوت لوگوں پر واضح ہو جائیں! اسی لیے وہ تمام تر زور میلاد النبیؐ منانے پر صرف کرتا ہے تاکہ جاہل عوام کو اسی کھیل تماشے میں مصروف رکھا جائے۔ نہ اس کے سامنے سیرتِ محمدؐ بیان ہوگی اور ہمارے کرتوں سے پردہ اٹھے گا۔

عیدِ میلاد اور ذکرِ رسولؐ

تعجب اس بات پر ہے کہ جب انہیں اس فعل بد سے منع کیا جاتے تو سادہ لوح مقتدیوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ لو جی! یہ دیوبندی ذکرِ رسولؐ سے منع کرتے ہیں..... دیکھو جی! یہ ہمیں ولادتِ نبیؐ کا تذکرہ نہیں کرنے دیتے... یہ وہابی اور گستاخ ہیں، یہ بے ادب اور منکر ہیں۔

سامعینِ گرامی! سب سے پہلے یہ حقیقت ذہن نشین کر لیجیے اور دل کی لوح پر لکھ لیجیے کہ مروجہ مجلسِ میلاد، عید میلاد النبیؐ اور جشنِ میلاد ایک الگ چیز ہے اور نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفسِ ذکرِ ولادت اور آپؐ کے مقام و مرتبہ اور شان و شوکت کا تذکرہ ایک الگ چیز ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی ولادت کا صحیح روایات کے آئینے میں ذکر اور آپ کے مقام و مرتبہ کا ذکر محبوب اور پسندیدہ امر ہے۔ آپؐ کی محبت جس دل میں نہیں وہ دل مومن کا دل نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک انسان کے دل میں نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت اپنے والدین اور اولاد سے بڑھ کر، اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے بڑھ کر، اپنے مال و متاع سے بڑھ کر، اپنے کاروبار اور تجارت سے بڑھ کر، اپنے مکانات اور بنگلوں سے بڑھ کر بلکہ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر نہیں ہوگی اس وقت تک وہ شخص اللہ کے دربار میں ایمان دار نہیں سمجھا جاتا۔

ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک آپ کی زندگی کے ہر ہر گوشے اور ایک ایک حصے کے صحیح واقعات اور آپ کی سیرت و کردار کے تذکرے عام ہونے چاہئیں ...... ہم کہتے ہیں کہ سیرت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے لیے محفلوں اور کانفرنسوں کا انعقاد بھی ضروری ہے کہ ایسی محفلوں سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور اطاعت رسولؐ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ پوری تاریخِ انسانی میں "محمدؐ" بس ایک ہی پیدا ہوئے ہیں جن کی تعریف زمین و آسمان میں ہوتی ہے۔ کروڑوں لوگ ان کا نام نمازوں میں لیتے ہیں اور اذان و تکبیر ان کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ..... جب سے وہ آئے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک دنیا میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ دنیا ذکرِ محمدی سے خالی رہی ہو ......

عیدِ میلاد کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہیں نہیں

میرے بھائی! گفتگو ذکرِ ولادتِ رسولؐ یا

تذکرہ اوصافِ نبی میں نہیں بلکہ گفتگو ہے مروجہ میلاد النبیؐ اور جشن میلاد النبیؐ میں جس کے بارے میں قرآنِ حکیم جو صداقت و عظمت کی دستاویز اور کتابِ ہدایت ہے مکمل طور پر خاموش ہے..... قرآن کے کسی پارے میں اور پارے کے کسی رکوع میں اور رکوع کی کسی آیت میں اور آیت کے کسی حصے میں عیدِ میلاد کا تذکرہ بلکہ اشارۃً تک موجود نہیں!

کیا نبیِ اکرمؐ نے عیدِ میلاد منائی

قرآنِ مقدس میں اللہ تعالیٰ کے بعد جس عظیم ہستی اور لاجواب شخصیت کی اطاعت واتباع کا حکم دیا گیا ہے وہ ذاتِ گرامی ہے حضرت محمد رسول اللہؐ کی فرمایا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ایک جگہ پر ارشاد فرمایا۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ایک مقام پر فرمایا۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اگر کسی معاملہ میں تمھارا اختلاف اور جھگڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے کراؤ۔

آؤ! اس آیۂ کریمہ کے آئینے میں ہم اپنے جھگڑے کا فیصلہ نبیِ اکرمؐ سے کرواتے ہیں۔ نبوت کے عطا ہونے سے پہلے آپ کی عمرِ مبارک کے چالیس سال اور بعد از نبوت کے تیئیس سالوں کا جائزہ لیجیے، اگر نبوت سے پہلے کبھی پیدائش کا دن منایا ہو تب ماننے کے لیے تیار ہیں یا نبوّت عطا ہونے کے بعد کبھی سالگرہ یا میلاد کا جشن منایا ہو تب ماننے کے لیے تیار ہیں..... مگر تم کتبِ حدیث کا ایک ایک ورق اور ایک ایک صفحہ دیکھ لو،... تاریخ کی

گردانی کرلو، سیرت کی کتابیں کھنگال لو مگر تمہیں کہیں نہیں ملے گا کہ آپؐ نے کبھی اپنی سالگرہ منائی ہو، اپنی پیدائش کے دن کو عید قرار دیا ہو یا اپنی ولادت منانے کا حکم دیا ہو ... جب یہ ایک حقیقت ہے تو پھر لامحالہ ماننا پڑے گا کہ عید میلاد النبی دین نہیں بلکہ بدعت ہے۔

کیا آپؐ نے کسی سابق نبی کا یوم منایا

اگر انبیاء کی ولادت کے دن خوشی و مسرت کا اظہار کرنا اور گھروں اور دکانوں کو سجانا اور اجتماعات اور جلوس نکالنا کارِ ثواب اور دین کا حصہ ہوتا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے گزرے ہوئے بڑے بڑے پیغمبروں کا یومِ میلاد مناتے اور اپنے صحابہ کو حکم دیتے کہ آج میلادِ آدمؑ مناؤ، آج میلادِ نوحؑ ہے، آج میلادِ ابراہیمؑ کا جلوس ہے اور آج میلادِ موسیٰؑ کی تقریب ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پیغمبر کا یومِ میلاد یا یومِ وفات نہیں منایا ..... کیا نبی اکرمؐ کے دل میں ان پیغمبروں کی عقیدت و محبت نہیں تھی؟ آج کہا جاتا ہے عیدِ میلاد اور یہ خوشی و مسرت کا اظہار نبیٔ اکرمؐ سے عقیدت و محبت کی دلیل ہے .....

کیا عیدِ میلاد کا جشن اصحابِ رسول نے منایا

میں کہتا ہوں اگر میلاد کا جلوس اور جشن اور یومِ میلاد منانا محبت و عقیدت کی دلیل ہوتا تو پھر اصحابِ رسول کی قدوسی جماعت یہ جشن ضرور مناتی ..... محبت ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی عقیدت ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی، حضورِ انورؐ کا احترام اور عزت ان سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے، وہ تو پوری کائنات سے بڑھ کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے لوگ تھے، انہوں نے تو نبی اکرمؐ کی خاطر وطن تک کی قربانی

دی۔ گھر بار چھوڑا، کاروبار چھوڑا، وہ تو آپ کے لیے تپتے ہوئے کوئلوں پر لیٹتے رہے، زخم سہتے رہے، دُکھ اٹھاتے رہے، ظلم برداشت کرتے رہے..... انہوں نے تو اپنے خون سے عقیدت و محبت کی داستان تحریر کی تھی، ان جیسی محبت آج تک نہ کسی نے اپنے محبوب سے کی اور نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔ مگر ایک لاکھ سے زائد اصحابِ رسول میں سے کسی ایک صحابی نے بھی نہ میلادِ رسولؐ منایا اور نہ عید میلاد النبیؐ کا ڈھونگ رچایا۔

سیدنا ابوبکرؓ اور عید میلاد

ابوبکرؓ کو جانتے ہو! ہر خیر اور نیکی کے کام میں جس کا پہلا نمبر ہے.... جو رفیق نبوت بھی ہے اور یارِ غار بھی.... جو رازدارِ نبوت بھی ہے اور مصطفیٰؐ کا ہم سفر بھی.... جو صدیق بھی ہے اور عتیق بھی..... جس نے پورے گھر کا سامان محمدِ عربیؐ کے ایک اشارے پر قربان کر دیا تھا.... جس نے بوڑھا باپ اور جوان بیٹیاں محمد عربی پر نثار کر دیں...... ارے صدیقِ اکبرؓ سے بڑھ کر سچی محبت اور عقیدت کس کی ہو سکتی ہے؟ وہ نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد متفقہ طور پر خلیفۃ المسلمین بنے اور دو سال سے زائد عرصہ خلیفہ رہے۔ ان کے دورِ خلافت میں دو دفعہ ۱۲ ربیع الاول کا دن آیا مگر انہوں نے یہ عید اور جشن نہ منایا اور نہ منانے کا حکم دیا۔

سیدنا عمرؓ اور عیدِ میلاد

سیدنا فاروقِ اعظمؓ کو پہچانتے ہو! جس کے ذہن و فراست کی بلند پروازیاں وحی الٰہی کو چھوتی تھیں، جس کو نبوت نے دامن پھیلا کر رب سے مانگا تھا، جو مریدِ محمدؐ بھی ہے اور مرادِ محمدؐ بھی، جس کے دبدبہ اور جلال سے قیصر و کسریٰ کے محلات کانپتے تھے۔ جو لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَر کا مصداق تھا....

جس کے راستے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ جو خلیفۂ ثانی بھی ہے اور الثانی بھی، جو تقریباً دس سال عدل وانصاف سے حکومت کرتا ہے، اس کے دورِ خلافت میں ۱۰ مرتبہ ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آیا مگر انہوں نے میلاد یا جشنِ میلاد نہیں منایا۔

سیدنا عثمانؓ اور عیدِ میلاد

جانتے ہو عثمانؓ کون تھا؟ جسے ذوالنورین ہونے کا شرف حاصل ہُوا، جو دوہرا دامادِ نبی ہے، جس کا سینہ شرم وحیا کا گہوارہ ہے، جو حدیبیہ میں رسول اللہ کا رسول بنا، جس کی شہادت کا گہوارہ قرآن ہے، جو سخی بھی ہے اور حلیم بھی جس نے مسجد نبوی کی فراخی کے لیے زمین وقف کی اور تبوک کے لیے سامان فراہم کیا...... ارے نبیٔ اکرمؐ سے پیار اتنا کہ وفاتِ نبوی کے دن فرطِ غم سے زبان بند ہو گئی، جو خلیفۂ ثالث ہے اور تقریباً ۱۲ سال تک تختِ خلافت پر فائز رہتا ہے۔ ان کے دور میں ۱۲ دفعہ ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آیا مگر انہوں نے نہ عید میلاد منائی نہ کوئی جشن منایا اور نہ منانے کا حکم دیا۔

سیدنا علیؓ اور عیدِ میلاد

تم نہیں جانتے کہ علی کون تھا؟ جس کو نبیٔ اکرم نے اپنا بھائی قرار دیا، جو پروردۂ نبوت بھی ہے اور دامادِ نبی بھی، جو شبِ ہجرت کو بسترِ رسول پر سویا، جو بدر و اُحد کا غازی ہے، خندق کا ہیرو اور یمن کا قاضی ہے۔ جو شجاع بھی ہے اور بے باک بھی، جس کی حکمت وقضا لسانِ نبوّت سے تصدیق شدہ ہے۔ بھلا ان سے بڑھ کر نبیٔ اکرم کا محب اور غم گسار کون ہو سکتا ہے؟ مگر ان کی ساری زندگی میں عیدِ میلاد کا تصور تک موجود نہیں...... سیدنا عثمانؓ کے بعد وہ مسلمانوں کے امیر اور خلیفہ مقرر ہُوئے ان کے دورِ خلافت میں تقریباً چار مرتبہ ۱۲ ربیع الاوّل کا

دن آیا اور گزر گیا، نہ عیدِ میلاد کا تصور تھا اور نہ عید میلاد کا وہم و گمان، نہ انھوں نے یوم میلاد منایا اور نہ منانے کا حکم دیا۔

سیدنا علی شہادت کے بعد ان کے فرزند ارجمند سیدنا حسن رض امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوئے پھر چھ ماہ کے بعد انہوں نے خلافت و امامت سیدنا معاویہؓ کے سپرد کر دی، وہ تقریباً انیس سال تک تختِ خلافت کو زینت بخشتے رہے مگر ان کی پوری زندگی عیدِ میلاد النبیؐ اور جشنِ میلاد جیسی لغویات اور بدعات سے مبرّا نظر آتی ہے۔

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد تقریباً ایک صدی تک صحابہ موجود رہے۔ وہ جانثارانِ محمدؐ تھے۔ وہ اپنے محبوب پیغمبر کے اشارۂ ابرو پر اپنا سب کچھ قربان کرنا جانتے تھے۔ ان کے پاس گھوڑے بھی تھے اور اونٹ بھی۔ مکہ و مدینہ کے بازار بھی تھے اور طائف کی وادیاں بھی۔ ان کے پاس وہ تلواریں بھی تھیں جو بدر و احد اور خیبر و احزاب میں کفار پر عذاب بن کر چمکی تھیں۔ ۱۲ ربیع الاول کا دن بھی ہر سال آتا تھا مگر کسی ایک صحابی سے بھی عید میلاد یا جلوسِ میلاد کا ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا!

لمحۂ فکریہ جس عمل اور جس کام کا وجود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں نہ ہو اور جس کام سے خلفاء راشدین کا سنہری دور بھی خالی نظر آتا ہو اور خیر القرون یعنی دورِ صحابہ میں بھی وہ کام نہیں کیا جاتا تھا۔ آج اگر کوئی شخص اس کام کو دین، نیکی اور ثواب کا کام سمجھتا ہے تو وہ سراسر فریب اور دھوکہ میں ہے۔ وہ اپنے گمان میں یہ سمجھ رہا ہے کہ نیکی اور ثواب کے جس کام کا آج مجھے علم ہوا ہے، حضور انورؐ کی ذاتِ اقدس کو اور صحابہ کرام کی قدوسی جماعت کو دین اور نیکی کے اس کام کا

علم نہیں ہو سکا! العیاذ باللہ

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں۔

كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تَعَبَّدُوْهَا فَاِنَّ الْاَوَّلَ لَمْ يَدَعْ لِلْاٰخِرِ مَقَالًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخُذُوْا طَرِيْقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (الاعتصام علامہ شاطبی ص۳۱۰ ج۲)

جو عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی وہ عبادت تم بھی نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پچھلے پورا کریں۔ پس اللہ سے ڈرو، اے اسلام کا دعوی کرنے والو! اور پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو۔

تابعین و آئمہ مجتہدین اور عیدِ میلاد

اصحابِ رسول کی قدسی جماعت کے بعد تابعین کا سنہری اور مبارک دور جو دوسری صدی تک رہا وہ دور بھی میلاد النبی کے جشن اور لہو و لعب سے خالی نظر آتا ہے۔

ان کے بعد تبع تابعین کا بہترین دور آیا مگر عید میلاد النبی کا دُور دُور تک نام و نشان نہیں ملتا۔ آئمہ مجتہدین ہیں امامِ اعظمؒ ابو حنیفہ ہیں، امام مالکؒ ہیں، امام شافعیؒ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جن کا علم و فقہ و حدیث ہمارے لیے مشعل راہ ہے مگر ان چاروں اماموں کے کسی قول و فعل سے عید میلاد کی تائید نہیں ہوتی اور ان کے مسالک میں اس عید کا تصور تک موجود نہیں ان کے بعد امام بخاری ہیں، امام مسلم ہیں، امام ترمذی ہیں، امام نسائی ہیں، امام ابو داؤد اور امام ابنِ ماجہ ہیں۔ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جن کی کتب کو صحاح

کہا جاتا ہے مگر ان میں سے کوئی ایک محدث بھی عیدِ میلاد کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور سفیان ثوری سے عیدِ میلاد کا جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ محدثین میں ابنِ حجر ہیں، ابن منیر ہیں، علامہ ذہبی ہیں، مفسرین میں رازی ہیں، ابن کثیر ہیں، ابنِ جریر ہیں، صاحبِ کشاف ہیں، علامہ آلوسی ہیں، صاحبِ مظہری اور مدارک ہیں مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی عیدِ یا جشن میلاد کے جواز یا اسکے نیکی اور دین ہونے کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں لکھا!

پھر بزرگانِ دین میں سے کسی ایک بزرگ نے بھی اس کی ضرورت محسوس نہیں کی! تصوف کے خانوادے کی کتنی شاخیں ہند و پاک میں بستی ہیں! چشتی ہیں، نقشبندی ہیں، قادری ہیں، سہروردی ہیں، مجددی ہیں۔ بتلایئے کس شاخ یا حلقہ کے سربراہ نے اسکی بنیاد رکھی۔

بزرگانِ امت اور اولیائے کرام میں شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ علی ہجویری ہیں، معین الدین چشتی ہیں، نظام الدین اولیا ہیں، فریدالدین ہیں، علاؤالدین صابر ہیں، بہاؤالدین ملتانی ہیں، سلطان باہو ہیں، بایزید بسطامی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا نام لے کر بتایئے کہ ان کا کوئی اشارہ یا کنایہ تک ایسا موجود ہے جس سے ثابت ہو کہ میلاد النبی کے نام پر جو کچھ تم کرتے ہو وہ قرآن و سنت کے مطابق ہے!

مولوی احمد رضا خان اور عیدِ میلاد

حیرت اور تعجب اس بات پر ہے اور آپ سن کر یقیناً حیران ہونگے کہ بریلوی مذہب کے موجد مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی (جو بدعات کے ایجاد کرنے اور ان پر لغو دلائل دینے میں بڑی مہارت رکھتے

ہیں) بھی عیدِ میلاد النبی یا جشنِ میلاد النبیؐ کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کسی کتاب میں جلوس عیدِ میلاد یا جشنِ میلاد کا ذکر تک بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ۱۲ ربیع ربیع الاوّل کے دن بریلی کے بازاروں میں جلوس نہیں نکالا، اونٹ اور بیل گاڑیاں اور گدھے گاڑیاں نہیں سجائیں، باجے گاجے، گتکے، سرنگیاں اور ناچ گانے کا ڈھونگ نہیں رچایا۔

مجلسِ میلاد کی ابتدا اور موجد

سامعین محترم! میں نے تفصیل سے آپ کے سامنے بیان کیا کہ مروجہ مجلس میلاد اور عید میلاد کا تذکرہ نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث کی کتب میں نہ اصحابِ رسولؐ سے اس کی سند ملتی ہے اور نہ ہی خیر القرون میں اس کا رواج تھا، نہ قدیم تاریخ کی کتب میں اس کا کوئی تذکرہ ہے ...... اب یقیناً آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ پھر اس کی ابتداء کب ہوئی اور اس کی بنیاد کس نے رکھی؟ مولانا سید سلیمانؒ نے سیرت النبیؐ ص ۶۶۴ ج ۳ (طبع دوم) میں بلا حوالہ تحریر کیا ہے کہ

"اسلام میں میلاد کی محفلوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا ہے"

مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تقویم کی ابتدائی چھ صدیاں اس کے ذکر سے مکمل طور پر خاموش ہیں...... مجلسِ میلاد کے جواز اور عدم جواز پر جن لوگوں کے درمیان اختلاف ہے ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چھ صدی ہجری تک اس مجلس کا وجود امت میں نہیں تھا۔

چنانچہ مجلسِ میلاد کے بہت بڑے حامی اور مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ممدوح مولوی عبدالسمیع رامپوری اقرار کرتے ہیں۔

"یہ سامانِ فرحت و سرور کرنا اور اس کو بھی مخصوص شہر ربیع الاوّل کے ساتھ اور اس میں بھی وہی بارہواں دن میلاد شریف کا

معین کرنا بعد میں ہُوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں اوّل ربیع الاوّل میں تخصیص اور تعین کے ساتھ شہر موصل میں ہُوا۔

(انوار ساطعہ ص ۱۳۱)

اس سے معلوم ہُوا کہ مروجہ مجلسِ میلاد و مولود کا خیر القرون میں وجود نہیں تھا اور شر القرون کی ساتویں صدی کے اوائل میں اس کی ابتدا ہوئی۔ . . .

مجلسِ میلاد کا پہلا بانی

مجلسِ میلاد سے عام طور پر عوام کو آج کل جو دلچسپی اور حسنِ ظن ہے اور وہ اسے دین کا ایک اہم حصہ بلکہ محبتِ رسول کا معیار مانتے ہیں اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ مجلسِ میلاد کے موجد اور بانی کی حیثیت سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جاتا . . . . یا کسی صحابی کا نام زبان پر آتا یا آئمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا نام لیا جاتا . . . . . مگر ان کے وقت میں جب محفلِ میلاد کا وجود ہی نہیں تھا تو ان کا نام کیونکر لیا جا سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مجلس میلاد کی ابتداء ساتویں صدی کے پہلے عشرہ میں ایک مسرف اور بد کردار بادشاہ ابوسعید مظفر شاہ اربل کے ہاتھوں ہوئی جو عیاشانہ زندگی گزارنے کی وجہ سے رعایا میں غیر مقبول ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کرے چنانچہ اس نے عوام کو اپنی طرف مائل کرنے اور انہیں اپنی دین داری اور عشقِ رسول کا یقین دلانے کے لیے محفلِ میلاد کا انعقاد کرنا شروع کیا تاکہ اس کی عیاشانہ زندگی عوام کی نظروں سے اوجھل رہے۔ . . . علامہ ذہبی فرماتے ہیں "وہ ہر سال مجلسِ میلاد کی تقریب کی آرائش و زیبائش پر تین لاکھ (روپے) خرچ کرتا تھا۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے تحریر فرمایا ہے کہ . . .

اَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَ ذَالِكَ اِبْنُ الْمُظَفَّرِ اَبُوْسَعِيْد بِنْ زَيْنِ الدِّيْنِ بِنْ عَلِيِّ اَحَدُ الْمُلُوْكِ الْاَمْجَادِ

(حسن المقصد فی عمل المولد)

سب سے پہلا شخص جس نے مجلسِ میلاد کو ایجاد کیا ابن المظفر ابوسعید ہے جو بڑے بادشاہوں میں تھا۔

امام احمد بن محمد مالکی مصری لکھتے ہیں۔

كَانَ مَلِكًا مُسْرِفًا يَأْمُرُ عُلَمَاءَ زَمَانِهٖ اَنْ يَعْمَلُوْا بِاِسْتِنْبَاطِهِمْ وَاِجْتِهَادِهِمْ وَاَنْ لَّا يَتَّبِعُوْا بِمَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ حَتّٰى مَالَتْ اِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ طَائِفَةٌ مِّنَ الْفُضَلَاءِ وَيَعْقِدُ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَ مِنَ الْمُلُوْكِ هٰذَا الْعَمَلَ

(القول المعتمد فی عمل المولد)

ابوسعید مظفر ایک فضول خرچ بادشاہ تھا۔ اپنے وقت کے علماءؒ کو حکم دیتا تھا کہ وہ اپنے قیاس اور اجتہاد پر عمل کریں اور غیر کے مذہب کی پیروی نہ کریں یہاں تک کہ علماء کی ایک جماعت اور فضلا کا ایک گروہ اس کی طرف مائل ہوگیا۔ وہ ربیع الاول میں میلاد منعقد کرتا تھا۔ بادشاہوں میں وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے یہ بدعت ایجاد کی۔

ابنِ خلکان کیا کہتے ہیں؟

ابن خلکان اربلی شافعی (متوفی ۶۸۱ھ) جو اس مسرف اور بدکردار بادشاہ کے ہم وطن

بھی ہیں اور ہم عصر بھی وہ اپنی تصنیف "وفیات الاعیان" میں بڑی تفصیل سے مجلسِ میلاد کا تذکرہ کرتے ہیں کہ

شاہ اربل گانے والوں کے مختلف ٹولے بناتا اور میلاد کی شب بعد از مغرب گانے بجانے کی محفل کرواتا اور اس کو گانے کے سوا کسی دوسری چیز میں مزہ نہیں آتا تھا۔

ابنِ جوزی کیا لکھتے ہیں

علامہ ابن جوزیؒ نے مراۃ الزمان میں تحریر فرمایا ہے کہ:

يَعْمَلُ لِلصُّوفِيَّةِ سَمَاعًا مِنَ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ وَيَرْقُصُ بِنَفْسِهٖ مَعَهُمْ

شاہِ اربل ظہر سے عصر تک صوفیوں کے لیے مجلسِ سماع کا انتظام کرتا تھا اور ان کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا۔

محفلِ میلاد کے جواز پر پہلی تصنیف اور اس کا مصنف

سامعینِ کرام! آپ جانتے ہیں کہ ہر دور میں دو قسم کے علماء ہوتے ہیں۔ ایک دین دار، حق کے علمبردار، لالچ وطمع سے پاک، جن کی زندگی فقیرانہ، دنیا سے بے رغبت و بے نیاز، ہمیشہ حق اور سچ کی بات کہنے والے لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ دین کی راہ میں کسی ملامت اور کسی فتویٰ کی پرواہ نہ کرنے والے ... یہ ہوتے ہیں علماءِ حق جن کا وجود مسلمانوں کے لیے باعثِ برکت و رحمت ہوتا ہے!

دوسری قسم ان علماء کی ہے جو دنیا دار بلکہ دنیا کے لیے دین کا سودا کرنے والے، حق کو چھپانے والے بلکہ حق کے مقابلے میں باطل کا ساتھ دینے والے، خود غرض اور لالچی، وقت کے غلط کار حکمرانوں کے خوشامدی اور جی حضوریے،

۔بادشاہوں کے غیر اسلامی کرتوتوں کو لچر اور فضول دلائل سے تقویت دینے والے اور انہیں صحیح اور اسلامی فعل ثابت کرنے والے۔

اسی طرح کا ایک خوشامدی، خود غرض اور لالچی مولوی مجلس میلاد کے موجد شاہ اربل کو بھی مل گیا تھا جس کا نام ابوالخطاب عمر بن حسن دحیہ الکلبی تاریخ کی کتب میں ملتا ہے۔ اس نے جب شاہِ اربل کے متعلق سُنا کہ وہ محفلِ میلاد کا دلدادہ ہے اور لاکھوں روپے اس عمل پر خرچ کر دیتا ہے ...... اس نے بادشاہ تک رسائی حاصل کی اور محفلِ میلاد کے جواز پر ایک کتاب تحریر کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی، بادشاہ نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار اس کو انعام میں دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب کا نام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" رکھا۔

محفلِ میلاد کے جواز پر تصنیف کرنے والے 'صاحب' کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے۔

كَانَ ظَاهِرِيَ الْمَذْهَبِ كَثِيْرَ الْوَقِيْعَةِ فِي الْأَئِمَّةِ
وَفِي السَّلَفِ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَبِيْثَ اللِّسَانِ أَحْمَقَ
شَدِيْدَ الْكِبْرِ قَلِيْلَ النَّظَرِ فِي أُمُوْرِ الدِّيْنِ مُتَهَاوِنًا

(لسان المیزان صـ۲۹۶ جـ۴)

ابنِ دحیہ ظاہری المذہب تھا۔ آئمہ اور علماءِ سلف کو بہت بُرا کہتا تھا، گندی زبان کا مالک تھا۔ بڑا احمق اور سخت متکبر اور امورِ دین میں بڑا سست اور بے پرواہ تھا۔

۔یہی حافظ ابنِ حجر عسقلانی ابنِ نجار کا قول پیش کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى كِذْبِهِ وَضُعْفِهِ

میں نے لوگوں کو ابنِ وحیہ کے جھوٹ اور ضعف پر متفق پایا۔

لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۵

حضرات گرامی! میری اس گفتگو اور ان دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مروجہ محفلِ میلاد یا مجلسِ میلاد نہ سنتِ رسول ہے نہ اسوۂ اصحابِ رسول ہے، نہ سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کا طریقہ، نہ بزرگانِ دین کا شیوہ، نہ فقہائے کرام کا عمل اور نہ مفسرین و محدثین کا قول ..... بلکہ پوری چھ صدیاں اس عمل اور رسم سے خالی نظر آتی ہیں ..... "یہ خوبصورت کام" نہ کسی صحابی کو سوجھا، نہ کسی تابعی کو، نہ کسی امام کو نہ کسی فقیہ کو اور نہ کسی محدث کو اور نہ کسی مفسر کو، نہ کسی بزرگ کو نہ کسی ولی اللہ کو ...... یہ بدعت اگر سوجھی تو ایک مسرف اور بدکردار بادشاہ کو جس نے رعایا کی سادگی اور سادہ سادہ لوحی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنی بدکرداری اور عیاشانہ زندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے اس عمل کو شروع کیا اور پھر ایک دنیا دار، خوشامدی اور احمق و متکبر مولوی نے اس کے جواز اور ثواب پر دلائل اکٹھے کر کے ایک کتاب لکھ ماری۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کتنی صحیح عکاسی فرمائی ہے۔

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

دین میں جب بھی فتنہ و فساد ڈالا ہے تو بادشاہوں اور علماء سو نے اور گندے پیروں نے ڈالا ہے۔

علماءِ حق کا کردار

جس دور میں محفلِ میلاد کی بدعت جاری ہوئی اس دور کے علماءِ حق سے لے کر آج تک کے

علمائے حق نے اسکی تردید اور مذمت پر پورا زور صرف کیا۔

امام تاج الدین فاکہانی

چنانچہ علامہ تاج الدین فاکہانی مالکی پہلے شخص ہیں جس نے مجلسِ میلاد سے اختلاف کیا اور اس کی تردید میں ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی جس کا نام "المورد فی الکلام مع عمل المولد" تجویز کیا۔۔۔۔ چنانچہ وہ محفل میلاد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

لَا اَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ اَصْلًا فِیْ کِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ
وَّلَا یُنْقَلُ عَمَلُهٗ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ
الَّذِیْنَ هُمُ الْقُدْوَةُ فِی الدِّیْنِ الْمُتَمَسِّکُوْنَ
بِاٰثَارِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا
الْبَطَّالُوْنَ

میں اس میلاد اور مولود کے لیے کوئی اصل کتاب اور سنت سے نہیں جانتا اور ان علماءِ امت سے جو دین کے پیشوا ہیں اور جو پوری قوت سے سلف صالحین کے آثار کو تھامنے والے ہیں، اس بارے میں کوئی عمل منقول نہیں ہے بلکہ یہ مولود بدعت ہے جسے اہلِ باطل نے ایجاد کر لیا ہے۔

ابن الحاج مالکی

علامہ ابو عبداللہ بن الحاج مالکیؒ (علامہ تقی الدین سبکی کے شیوخ میں ان کا شمار ہوتا ہے) اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مدخل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَمِنْ جُمْلَةِ مَا اَحْدَثُوْهُ مِنَ الْبِدَعِ مَعَ اِعْتِقَادِهِمْ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ اَکْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَاَظْهَرِ الشَّعَائِرِ
مَا یَفْعَلُوْنَهٗ فِیْ شَهْرِ الرَّبِیْعِ الْاَوَّلِ الخ

منجملہ ان بدعات کے جن کو لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے اور پھر اعتقاد

رکھتے ہیں کہ وہ افضل عبادات اور شعائر میں سے ہے ایک
بدعت وہ ہے جو ربیع الاول میں مولود کے نام سے پائی جاتی
ہے حالانکہ وہ بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے۔

علامہ ابن تیمیہ علامہ ابن تیمیہ جن کے علمی مرتبہ کی شہادت علامہ سیوطیؒ اور ملّا علی قاری جیسے بزرگوں نے بھی دی ہے، وہ اپنی تصنیف الصراط المستقیم میں فرماتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ مَاأَحْدَثَهُ بَعْضُ النَّاسِ اِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارٰى فِي مِيلَادِ عِيسٰى وَاِمَّا مَحَبَّةً لِلنَّبِيِّ وَتَعْظِيْمًا لَّهُ (الیٰ آخرہ)

اور اسی طرح وہ محفل میلاد جس کو بعض لوگوں نے ایجاد کرلیا ہے یا اس کا سبب نقالی ہے عیسائیوں کی میلاد مسیح میں یا سبب حضورؐ کی تعظیم و محبت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کے ذریعے محبت و تعظیم کا حکم دیا ہے۔ اللہ نے ان بدعتوں کا حکم نہیں دیا کہ نبی اکرمؐ کے یوم ولادت کو عید بنایا جائے۔ حالانکہ ولادت کی تاریخ میں لوگ متفق بھی نہیں ہیں۔

حضرات گرامی! میں کتنے علماء حق کی عبارات آپ کے سامنے رکھوں، کس کس کتاب کی تفصیل بیان کروں ...... علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس کی تردید فرمائی ...... امام نصیر الدین شافعیؒ نے شرعۃ الالٰہیہ میں اس پر بحث کی ...... قاضی شہاب الدین حنفیؒ نے تحفۃ القضاء میں اس عمل کو لایعنی قرار دیا ...... احمد بن محمد مصری مالکی نے قول معتمد میں لکھا ہے کہ مذاہب اربعہ کے علماء متفق ہیں کہ یہ عمل مذموم ہے ...... آج تک

کے علماءِ حق اس مذموم فعل اور قبیح بدعت کی تردید کرتے آئے ہیں۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش

ابھی میں نے بیان کیا کہ امام ابن تیمیہؒ نے یومِ ولادتِ نبی کے عید بنانے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرمؐ کی تاریخ ولادت میں علما متفق نہیں ہیں۔ زرقانی ج۱ ص۱۳۰ میں ہے کہ بعض علما کہتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ربیع الآخر میں پیدا ہوئے! بعض کہتے ہیں کہ آپ صفر میں پیدا ہوئے ۔۔۔۔۔ کچھ کا کہنا ہے کہ آپ رجب المرجب میں پیدا ہوتے ۔۔۔۔۔ بعض کے نزدیک آپ کی پیدائش رمضان مبارک میں ہوئی۔

مگر صحیح اور تحقیقی قول یہی ہے کہ آپ ربیع الاول کے ماہِ مبارک میں پیدا ہوئے ۔۔۔ پھر اختلاف ہے کہ کون سی تاریخ کو آپؐ دنیا میں تشریف لائے۔ بعض علماء نے ۲ ربیع الاوّل، بعض نے آٹھ ربیع الاول بعض نے ۹ ربیع الاول اور بعض نے ۱۲ ربیع الاوّل کہا ہے، اہل تشیع کے نزدیک ۱۷ ربیع الاوّل مشہور ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف ماثبت بالسنۃ ص۵۷ میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ کا ایک قول ۸ ربیع الاول کا نقل فرمایا ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی مشہور کتاب سیرت النبیؐ ج۱ ص۱۷۱ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ریاضی کے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی ولادت ۹ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ (سوموار) مطابق

۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی اور یہی قول اقرب الی الحق ہے اور قاعدہ اصولیہ کے تحت ۸ اور ۹ کے مابین تطبیق ممکن ہے۔ اس لیے کہ شمسی اور قمری تاریخ میں ایک دن کے فرق کا آجانا کوئی بعید نہیں ہے

ایک حیران کن انکشاف

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں علماء کے مابین کتنا اختلاف ہے آپ سن چکے ہیں، آخر میں ایک دلچسپ قول اس شخصیت کا بھی سن لیجیے جو پیرانِ پیر ہے، بیڑے غرق بھی کراتا ہے اور کنارے بھی لگاتا ہے لوگوں میں گیارہویں والا مشہور ہے۔ وہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب غنیۃ الطالبین ص۵۵ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم کو پیدا ہوئے"۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنی کتاب ملفوظات ص۳۲ ج۱ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ: پیرانِ پیر سے کوئی شے بھی پوشیدہ نہیں ہے اور ان کی آنکھ ہر وقت لوح محفوظ میں لگی ہوئی ہے۔

اگر اعلیٰ حضرت کا یہ قول درست ہے تو پھر ماننا پڑے گا شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے لوح محفوظ میں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہو گا کہ حضور انورؐ کی پیدائش دس محرم کو ہوئی تھی!

اب ہمارے دوستوں کو ذرا سوچ کر فیصلہ کرنا ہو گا۔ اگر وہ ۱۲ ربیع الاوّل کو ولادتِ نبی سمجھتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے ۱۰ محرم کا جو قول کیا ہے وہ غلط ہے۔ اور اگر ان کا قول غلط ہے تو پھر مولانا بریلوی کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ پیرانِ پیر کی آنکھ ہر وقت لوح محفوظ میں لگی ہوئی ہے، اور اگر پیران پیر لوح محفوظ دیکھ کر اعلان کر رہے ہیں تو پھر آئندہ میلاد

کا جلوس ۱۲ ربیع الاوّل کو نہیں ۱۰ محرم کو برآمد ہونا چاہیئے، پھر بڑا لطف آئے گا اور بڑا دلچسپ منظر ہوگا۔

بڑا دلچسپ منظر ہوگا

ایک طرف امام باڑوں سے تعزیہ کا جلوس نکلے گا تو دوسری طرف باغات اور مسجدوں سے میلاد النبیؐ کا جلوس برآمد ہوگا..... ایک طرف آنسو بہاتا دوپٹوں سے سجا ہوا گھوڑا ہوگا، دوسری طرف ہاروں سے لدی ہوئی اور رنگین کپڑوں سے سجی ہوئی بیل گاڑیاں ہونگی..... ایک طرف سیدنا حسینؓ کے روضہ کے نقلی تابوت ہونگے دوسری طرف حضورِ انورؐ کی قبر کے ماڈل ہوں گے۔ ایک طرف سیاہ پگڑیوں والے ہونگے تو دوسری طرف سبز پگڑیاں ہوں گی۔ ایک طرف ہاتھوں میں زنجیریں ہونگی دوسری طرف نقلی عربی سواروں کے ہاتھوں میں تلواریں...... ایک طرف سینہ کوبی ہوگی تو دوسری طرف گتکہ بازی..... ایک طرف مرثیے ہونگے، آہ وبکا ہوگی، دوسری طرف فلمی ریکارڈنگ ہوگی..... ایک طرف ماتم کی آواز فضا میں ابھرے گی دوسری طرف بینڈ کی آواز فضا میں گونجے گی..... ایک طرف غم وحزن کا مظاہرہ ہوگا، دوسری طرف خوشی کا مسرت کا پھریرا ہوگا..... ایک طرف شامِ غریباں ہوگی تو دوسری طرف عمارات پر چراغاں ہوگا۔ پھر جب دونوں جلوس شہر کے مرکزی بازار میں آمنے سامنے ہونگے تو شیعہ سُنّی بھائی بھائی کے نعرے کی تعبیر واضح ہوجائے گی!

تاریخِ ولادت میں اختلاف کس بات کی دلیل ہے؟

یہ بات تو ضمناً آگئی اور میں نے آپ کے سامنے بیان کردی..... اصل میں بیان یہ کرنا چاہتا تھا کہ نبئ اکرمؐ

کی پیدائش کے دن میں بہت زیادہ اختلاف ہے اور اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ کے یومِ پیدائش کا منانا دین کا جز اور ضروری نہیں ہے ... اگر ولادت کا منانا اور یومِ ولادتِ نبی کے دن عید یا جشن یا جلوس کوئی امرِ شرعی یا دین کا حصہ ہوتا اور اگر یہ نیکی اور ثواب کا کام ہوتا تو اصحابِ رسول اس کی تصدیق اور جستجو کر کے ایک دن ضرور متعین کر لیتے ..... اس وقت بڑے بڑے لوگ موجود تھے، حضور انورؐ کے چچا سیدنا عباسؓ موجود تھے، سیدنا علیؓ کی والدہ فاطمہ موجود تھیں .... خود آپؐ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ موجود تھیں ... ان کے علاوہ کئی لوگ موجود تھے جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش کی تعیین اور تصدیق کی جاسکتی تھی مگر اصحابِ رسول اسکی جستجو اور کھوج میں نہیں پڑے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میلاد منانا، نبی اکرمؐ کے یومِ پیدائش کو عید بنانا اور اسے نیکی اور دین سمجھنا، اصحابِ رسول کے ذہن میں اس کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔

پھر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے ... کہ جس طرح اس نے نبی اکرمؐ کی قبرِ منور کو شرک سے محفوظ کر لیا، اسی طرح آپؐ کی پیدائش کے دن کو مخفی اور پوشیدہ رکھ کر بدعات و رسومات سے محفوظ فرما لیا۔

بشریت النبیؐ سے انکار اور عید میلاد پر اصرار

سامعینِ گرامی قدر! کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا کہ جو لوگ میلاد النبیؐ پر بہت زیادہ اصرار کرتے ہیں، جلوس نکالتے، جھنڈیاں لگاتے اور نبئ اکرمؐ کی ولادت و پیدائش کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں وہی آپ کی بشریت کے انکاری ہیں۔

کوئی زمانہ تھا یہ لوگ ۱۲ ربیع الاول کو ۱۲ وفات کے طور پر مناتے تھے

حتیٰ کہ پورے مہینے کو ۱۲ وفات والا مہینہ کہا جاتا تھا...... مگر یہ موقع غم اور افسوس کا تھا اور "مولوی" کی تجوری بھری نہیں جاتی تھی۔ اس لیے اس مذہبی غدار نے ۱۲ وفات کو عید میلاد النبیؐ کا نام دے دیا...... اور یہ بھی عجیب حقیقت ہے کہ اس بدعت نے ہر دور میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلے ہیں۔

...... ابتداء میں یہ صرف مولود تھا پھر ترقی کر کے قیامِ میلاد، پھر جلوسِ میلاد پھر عید میلاد النبیؐ اور آج جشنِ عید میلاد.... آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

مزے کی بات یہ ہے کہ میلادی ملاّں مانتا ہے کہ نبیؐ اکرم پیدا ہوئے مگر بشریت کا انکاری ہے...... کہتا ہے حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا ہے مگر بشر نہیں تھے...... تسلیم کرتا ہے خدیجہؓ، عائشہؓ، حفصہؓ اور سودہؓ کے شوہر تھے مگر بشر ماننے کے لیے تیار نہیں...... جانتا ہے کہ زینب، امِ کلثوم، رقیہ اور فاطمہ کے ابو تھے مگر بشر نہیں تھے...... غضب ہے کہ باپ بھی ہے اور بیٹا بھی، سُسر بھی ہے اور داماد بھی، شوہر بھی ہے اور نانا بھی، بھتیجا بھی ہے اور کسی کا پوتا بھی پھر بشر نہیں ہے تو اور کیا ہے!

جب تم ان کی ولادت مانتے ہو تو پھر بشریت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو...... کبھی نور کی بھی ولادت ہوئی ہے؟ نوریوں کا سردار جبریلِ امین ہے ذرا بتلاؤ اسکی تاریخ ولادت کیا ہے؟ جبریلِ امین کس دن پیدا ہُوا؟ آج تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کر کے ان کی ولادت کے دن کو عید کا دن قرار دے دیا ہے حالانکہ اسلام میں اس عید کا کوئی تصور نہیں...... یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ اسلام میں صرف دو

اسلام میں صرف دو عیدیں

عیدوں کا تصور ہے۔ ایک عید الفطر، دوسری عید الاضحیٰ۔ احادیث وفقہ

کی کتب اٹھا لیجیے آپ کو ان دو عیدوں ہی کے بارے احکام اور معلومات ملیں گی۔

اور پھر ان دو عیدوں میں بھی تمھاری عید کی طرح نہ لہو ولعب، نہ شور وغل، نہ جلوس نہ ہنگامے، نہ بازاروں کے چکر نہ جھنڈیاں نہ مصنوعی پہاڑیاں، نہ قمقمے، نہ روشنیاں، نہ گلے میں پھولوں کے ہار نہ جانوروں کا سجانا، نہ ڈھول کی تھاپ پر رقص اور تھرکنا، نہ گتکہ بازی نہ سرنگی اور مزامیر...... یہ سب لغویات وخرافات جو تم نے عید میلاد کے نام پر ایجاد کی ہیں؛ اسلام کی اصل عیدوں میں ان کا تصور تک موجود نہیں بلکہ ان عیدوں کے دن بجائے پانچ کے چھ نمازیں ادا کرنی پڑتی ہیں پھر عید کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا ہوتی ہیں۔ عید گاہ جاتے اور واپس آتے ہوئے راستوں پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کے ترانے ہر مسلمان کی زبان پر ہوتے ہیں۔ گویا کہ تکبیر وتحمید اور تسبیح وتہلیل اور اللہ کا شکر اور رکوع وسجود اور عاجزی وانکساری اور تواضع ... آج عید کے دن دوسرے دنوں کی نسبت بڑھ گئی ہے۔ حضراتِ گرامی! مَیں یہ حقیقت بیان کر چکا ہوں کہ

ایجادِ میلاد کی وجہ

مجلسِ میلاد کی ایجاد ۶۰۴ھ میں ہوئی اور اس کا موجد ایک دنیا پرست بادشاہ تھا اور اس موضوع پر سب سے پہلا شخص جس نے کتاب تحریر کی وہ ایک لالچی اور دنیادار 'مولوی' تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجلسِ میلاد کے ایجاد کرنے کی آخر وجہ اور سبب کیا تھا۔ ابنِ جزری کا ایک قول ملاں علی قاری نے نقل کیا ہے کہ:

اِذَا کَانَ اَھْلُ الصَّلِیْبِ اتَّخَذُوْا لَیْلَۃَ مَوْلِدِ

نَبِیِّهِمْ عِیْدًا اَکْبَرَ فَاَهْلُ الْاِسْلَامِ اَوْلٰی
بِالتَّکْرِیْمِ وَاَجْدَرُ (مورد الروی)

جب عیسائی اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عیدِ اکبر بناتے ہیں تو مسلمانوں کو ان سے زیادہ اپنے نبی کی تکریم اور تعظیم کرنی چاہیے

سبحان اللہ! کتنا خوبصورت استدلال ہے کہ یہ سب کچھ عیدِ میلادِ مسیح کی نقالی کے طور پر ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یا ارشادِ گرامی یاد نہیں رہا جس میں آپ پیش گوئی فرما رہے ہیں کہ :

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ
ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ (البخاری و مسلم)

بے شک تم پیروی کرو گے پہلے لوگوں کی (یہود و نصاریٰ) بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ (یعنی قدم بہ قدم)

دوسری بات یہ ہے کہ عیسائیوں نے عیدِ میلادِ مسیح کوئی چھٹی یا ساتویں صدی میں تو شروع نہیں کی۔ وہ تو پہلے سے یہ عمل کرتے تھے اگر ان کی نقالی میں مجلس میلاد منانا نبی اکرم کی تعظیم و تکریم ہے تو قرونِ اولیٰ کے بہترین لوگوں کو یہ بات سمجھ کیوں نہیں آئی اور انھوں نے اپنے نبیؐ کے یومِ پیدائش کو عید کا دن قرار کیوں نہیں دیا!

ایجادِ میلاد کی دوسری وجہ

عیدِ میلاد کی دوسری وجہ مولوی عبدالسمیع رام پوری نے اپنے رسالہ "انوارِ ساطعہ" میں بیان کی کہ :

"نبیؐ اکرم کی پیدائش بہت بڑی نعمت اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس لیے بطورِ شکرانہ اس دن کو منانا مستحسن ہے۔"

پھر انہوں نے اپنی اس منطق پر دلیل پیش کی کہ: آنحضورؐ ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے ..... وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میں پیر کا روزہ اس لیے رکھتا ہوں کہ اس دن میں پیدا ہُوا ہوں۔

سبحان اللہ! یہ دوسری وجہ پہلی وجہ سے بھی مضحکہ خیز ہے۔ ذرا ایک نظر اس حدیث پر ڈالیں جو صحیح مسلم میں سیدنا قتادہؓ سے مروی ہے۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ

نبیٔ اکرمؐ سے سوموار کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اسی دن میں پیدا کیا گیا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

اس روایت سے معلوم ہُوا کہ سوموار کے روزہ رکھنے کا سبب صرف ولادت نہیں ہے بلکہ نزولِ وحی بھی ہے۔ اگر اس روایت سے پیدائش کے دن خوشی و مسرت اور عید کا جواز ثابت ہو رہا ہے تو پھر نزولِ وحی کی مجلس اور عید نزولِ وحی کا انعقاد بھی ہونا چاہیئے حالانکہ آج تک امت میں سے کسی ایک شخص نے بھی یومِ نزولِ وحی کو عید کا دن قرار نہیں دیا۔

دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں

پھر تمھاری دلیل تمھارے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ اس لیے کہ دعویٰ تو یہ ہے ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کے دن کو خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، جلوس نکالنا اور دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ چونکہ آپ سوموار کو پیدا ہوئے تھے اس لیے اس دن کو مناتے ہوئے روزہ رکھتے تھے۔ اس دلیل تو یہ ثابت ہوتا ہے

ہر آٹھ دن کے بعد ہر سوموار کو عید میلاد منانی چاہیے، ہر سوموار کو جلوس نکالنا چاہیے۔

روزہ اور عید دو متضاد عمل تیسری بات یہ ہے کہ روزہ اور عید دو متضاد عمل ہیں جس دن روزہ ہوتا ہے اس دن عید نہیں ہوتی اور جس دن عید ہوتی ہے اس دن روزہ نہیں رکھا جا سکتا ..... امام الانبیاء نے اپنی پیدائش کے دن بطور شکرانہ روزہ رکھ کر اس حقیقت پر مہر ثبت فرما دی کہ میری پیدائش کے دن عید نہیں ہو سکتی کیونکہ جس دن روزہ ہو اس دن عید نہیں ہوتی۔

ان نام نہاد عاشقوں اور میلادیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ یعنی روزہ رکھنا کو ترک کر کے ایک نیا طریقہ عید میلاد اور جلوس میلاد کا ایجاد کر لیا۔ اس لیے کہ روزہ میں نفس کو زحمت ہوتی ہے اور عید و جشن میں نفس کی تفریح کا سامان ہوتا ہے۔

خلاصہ گفتگو سامعین گرامی قدر! میری پوری گفتگو کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ: نفس ذکر رسول اور شے ہے اور مروجہ عید میلاد النبی اور شے ..... ذکر رسول ایمان کی علامت، دل کی تازگی اور روح کی غذا ہے اور مروجہ عید میلاد یہ بدعت ہے اور غیر شرعی رسم ہے جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ احادیث کی کتب میں، نہ آثار صحابہ میں نہ اقوال آئمہ میں، نہ اولیائے کرام کی زندگیوں میں ..... بلکہ اسلامی تقویم کی ابتدائی چھ صدیاں اس مکروہ بدعت سے پاک ہیں۔ یہ بدعت اڑھائی سو ایک مسرف اور بدکردار بادشاہ کو اور اس کے لیے بودے دلائل مہیا کیے ایک دنیا پرست لالچی مولوی نے ..... اس وقت سے لے کر آج تک

کے علماءِ حق اس بدعت کے خلاف لکھتے آئے اور بولتے آئے .....
پھر یہ بدعت زمانے کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہی اور قرناً بعد قرن مختلف قالبوں میں ڈھلتی رہی ..... کبھی مجلسِ میلاد و مولود، پھر ترقی کر کے قیامِ میلاد ..... پھر جلوسِ میلاد ..... پھر عیدِ میلاد النبیؐ اور آج جشنِ عیدِ میلاد النبیؐ!

ساری گفتگو کے بعد فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ جس کو امام الانبیاءؐ کی سنتِ مطہرہ اور اصحابِ رسول کا اسوہ مبارک پسند ہوگا وہ اسکی پیروی کر کے اہلِ سنت و جماعت کے زمرہ میں شامل ہوگا ..... اور جس کو مسرف اور بدکردار بادشاہوں اور دنیا پرست مولویوں کی سنت محبوب ہوگی وہ اس کے احیاؔ و بقاؔ کے لیے کوشش کرے گا اور اسے باعثِ سعادت سمجھے گا۔

ع پسند اپنی اپنی، نظر اپنی اپنی

وما علینا الا البلاغ المبین

اصلاحِ عقائد کے لیے نادر کتب

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ

تفسیر جواہر القرآن	۱۰۰۰/-
جواہر التوحید	۱۵۰/-
اقامتہ البرہان بہدایۃ الحیران	۹۰/-
البرہان فی جواہر القرآن	۷۵/-
تفسیر بے نظیر از حضرۃ مولانا حسین علی الوانیؒ	
مع حاشیہ بدر منیر از حضرۃ نیلوی	۱۴۰/-

تصانیف حضرۃ مولانا سید محمد حسین نیلوی مدظلہ

تفسیر تبیین القرآن (قرآن مجید کا مربوط اور تشریحی ترجمہ)	
(حصہ اول، سورۃ فاتحہ تا مائدہ)	۱۸۰/-
القول الاتم فی حیوۃ عیسیٰ ابن مریمؑ	۶۵/-
فیض المستغاث فی حکم الطلقات الثلاث	۶۵/-
الکلمات الصادقۃ فی حکم الزنادقۃ	۱۴۰/-
فتح الرحمٰن فی قیام رمضان	۴۰/-
الناقض فی الدعاء بعد الفرائض	۳۵/-
کلمہ طیبہ اور نماز کا تشریحی ترجمہ	۳۰/-

تصانیف حضرۃ مولانا محمد امیر بندیالویؒ

الدر المنثورہ فی ربط الآیات والسورہ	۱۰۰/-
التوحید	۲۰/-
دعوۃ الحق	
الاقوال المرضیہ فی احوال البرزخیہ	
مع القبر الشرعی (علامہ نیلوی)	۴۵/-

تصانیف حضرۃ علامہ محمد عطاء اللہ بندیالوی

خطباتِ بندیالوی	جلد اول	۲۰۰/-
خطباتِ بندیالوی	جلد دوم	۲۰۰/-

حیات النبیؐ	۱۵/-
شرک کیا ہے؟	۲۰/-

تصانیف حضرۃ مولانا قاضی محمد یونس انور

تفسیر سورۃ اخلاص	۲۰/-
تفسیر آیت الکرسی	۵۰/-
تفسیر سورۃ فاتحہ	۸۰/-
نمازِ مصطفیٰ	۳۶/-
خطبۂ جمعہ	۱۵/-
مسائل زکوٰۃ	۱۲/-

تصانیف حضرۃ مولانا عبدالمجید شاکر چغتائی

سیرت سید المرسلینؐ	۱۵۰/-
توحید الٰہ العالمین	۲۰/-
اخیارِ اُمت سیرِ اصحابِ [illegible]	۵۰/-

تصانیف حضرۃ [illegible] جاجرودی

خطباتِ جاجرودی	جلد ۱-۲	۲۰۰/-
مقدمہ کتاب التوحید		۲۰۰/-
کتاب التوحید		۱۵۰/-
تفسیر فلاحین اغراضِ جلالین	جلد ۱	۲۵۰/-
تفسیر فلاحین اغراضِ جلالین	جلد ۲	۳۰۰/-
فتح الودود فی حل قال ابوداؤد		۱۲۰/-

تصانیف مولانا حکیم حافظ عبدالخالق خوشابی

شرک کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟	۳۶

نیز ہر قسم کی دینی کتب منگانے کے لیے

المکتبۃ الحسینیہ

جامع مسجد حنفیہ بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا فون: [illegible]